عازمینِ حج سے حکومت کا قربانی کی رقم لیکر سعودی اسلامک ڈیولپمنٹ بینک کے ذریعہ حج کی قربانی کرانے، یوم النحر کے مناسک میں ترتیب اور دم شکر کے متعلق چند سوالات۔

محترم مفتی صاحب دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی السلام علیکم۔درج ذیل اہم سوالات کے جوابات مطلوب ہیں، امید ہے کہ پہلی فرصت میں جوابات عنایت فرما کرامت کی حسبِ دستور رہنمائی فرمائیں گے۔

سوال نمبر(۱) اس سال حکومتِ پاکستان نے عازمینِ حج کے لئے حج کی قربانی کی رقم بھی اپنی پالیسی میں شامل کرلی ہے، اور حج درخواست کے ساتھ چار سو پچاس(۴۵۰) ریال کے حساب سے لازمی وصولی کے تحت قربانی کی رقم بھی ہر عازمِ حج سے وصول کی گئی۔حکومتی وضاحت کے مطابق سعودی حکام اور اسلامک ڈیولپمنٹ بینک کے ساتھ حکومتِ پاکستان کے معاہدے کی روشنی میں حجاج کرام کی سہولت کے لئے قربانی کی مد میں مبلغ ۴۵۰ سعودی ریال واجباتِ حج میں شامل کردئے گئے ہیں۔

چنانچہ اب مذکورہ حکومتی اسکیم کے تحت حج کی قربانی سعودی حکومت کے قائم کردہ اسلامک ڈیولپمنٹ بینکوں کے ذریعہ ادا کی جائیگی، لیکن عازمِ حج کے لئے اب یہ پتہ چلانا بظاہر ممکن نہیں کہ سعودی بینکوں کی طرف سے اسکی قربانی کس وقت کی جائے گی، ایسے میں عین ممکن بلکہ غالب یہ ہے کہ بہت سے حجاج کرام کی واجب قربانی اور جمرۂ عقبہ اور حلق وقصر میں ترتیب باقی نہیں رہیگی، جبکہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہاں یہ ترتیب لازم وواجب ہے اور ترتیب کی خلاف ورزی کی صورت میں قارن ومتمتع پر دم واجب ہے، جس سے احناف سے تعلق رکھنے والے عازمینِ حج تمتع وقران کی پریشانی اور مشکلات یقینی ہیں، ایسی صورت میں وزارتِ حج پاکستان کو کیا تجاویز دی جائیں کہ وہ حنفی حجاج کرام کے لئے ان باتوں کو مدِ نظر رکھکر سعودی حکومت سے قربانی کا معاملہ کرے تاکہ حنفی حجاج کے لئے باعثِ پریشانی اور حرج وپیچیدگی نہ ہو۔اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

سوال نمبر(۲) اگر حکومت ہماری تجاویز پر عمل نہ کرے یا سعودی حکومت کے ساتھ اپنے معاہدہ یا سعودی حکومت کی پالیسی کی وجہ سے ہماری تجاویز پر حکومت کے لئے عمل ممکن نہ ہو اور وہ ہماری قربانی سعودی حکومت یا اسکے نمائندہ بینکوں سے کرائے تو اس صورت میں چونکہ نہ صرف گمانِ غالب ہے بلکہ ایک درجہ یقین ہے کہ اس میں بہت سے حجاج کرام کی واجب قربانی اور جمرۂ عقبہ اور حلق وقصر میں ترتیب باقی نہیں رہیگی، اور ان سے مجبوراً ترتیبِ واجب کی خلاف ہوگی، یہ بات بھی واضح ہے کہ موجودہ صورتِ حال میں حجاج کرام کے لئے اپنے اختیار سے حج کی قربانی کرنا، کرانا یا اسکے اوقات وغیرہ میں کوئی ردوبدل کرانا ممکن نہیں۔ اس لئے سوال یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں ذکر کردہ مجبوری کی وجہ سے ان افعال میں تقدیم وتاخیر کرنے کی شرعاً اجازت ہے یا نہیں؟ یا انتظامی پیچیدگیوں کی بنا پر ان سے غیر ارادی طور پر ان افعال کی ادائیگی میں تقدیم وتاخیر ہوجانے کی صورت میں دم ساقط ہوسکتا ہے یا نہیں؟

تفصیلی جواب مطلوب ہے۔

سوال نمبر (۳) تیسرا سوال یہ ہے کہ سعودی بینک نے اپنے ذمہ جتنے حاجیوں کی قربانیاں لی ہیں، اگر بالفرض سب سے یہ کہدیا ہو کہ تم اپنی کنکریاں فلاں دن فلاں وقت سے پہلے مار لینا اور پھر فلاں وقت کے بعد حلق کرکے احرام سے نکل جانا، پھر بینک اپنے قصابوں کے ذریعہ مذکورہ وقت میں سارے بکرے اور دنبے جو انکے لئے خریدے گئے ہیں ذبح کروادیتا ہے، لیکن قصابوں کو صرف اتنا پتہ ہوتا ہے کہ یہ بہت سارے آدمیوں کی قربانیاں ہیں، وہ کون ہیں اور قربانی واجب ہے (تمتع یا قران کی) یا نفل ہے (افراد کی) ان کو کچھ خبر نہیں ہوتی، اور نہ ہر ایک قصائی کے بکرے متعین ہوتے ہیں کہ اتنے آدمیوں کے بکرے تمہارے ذمہ ہیں، بلکہ ہر ایک ذبح کرتا چلا جاتا ہے، جتنے بھی ہو جائیں کیا یہ صورت درست ہے؟ اور اس طرح ہر حاجی کا جانور یعنی بکرا یا دنبہ متعین ہو کر اسکی طرف سے اسکی قربانی ادا ہو جائیگی؟ یا تعیین کی کیا شکل ہو سکتی ہے؟

سوال نمبر (۴) چوتھا سوال یہ ہے کہ اگر بینک مذکورہ بکرے بکریوں کو اپنے مؤکلین کی طرف سے خرید کر ذبح کراتا ہے، لیکن ہر حاجی کے لئے متعین طور پر ایک ایک جانور نہ خریدتا ہو بلکہ مشترکہ طور پر سب کے لئے اکھٹے خرید لیتا ہو اور سب کے لئے اکھٹے قربانی بھی کرادیتا ہو تو کیا اس طرح قربانی ادا ہو جائیگی؟ کیونکہ ذبح سے پہلے کسی بھی مرحلہ میں ہر حاجی کی قربانی کے واسطے کسی جانور کو متعین کرنا دشوار بلکہ ناممکن ہے۔

سوال نمبر (۵) اگر جانور بینک پہلے سے خرید کر رکھتا ہو، یعنی بینک پہلے سے ہی اس نیت سے کہ موسم حج میں مختلف ممالک کی طرف سے قربانی کے جو بکنگ اور آرڈر آئیگا جانور اپنی طرف سے خرید لیتا ہے، پھر موسم حج میں مختلف ممالک سے جب قربانی کی نمائندگی ملتی ہے اس وقت ان بکرے بکریوں کو انکی طرف سے ذبح کرادیا جائیگا؛ کیونکہ بعض حضرات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہاں بینک سہولت کے پیشِ نظر موسم حج سے پہلے ہی بہت سارے جانور (دنبے، بکرے، بکریاں) اسی غرض سے خرید کر اپنے پاس رکھ لیتا ہے، یہ خریداری مقامی فرموں سے بھی ہوتی ہے اور بیرون ملک سے بھی، پھر موسم حج میں حجاج کرام کی قربانیوں میں انہی جانوروں (بکرے، بکریوں، دنبہ، دنبیوں) کو حجاج کرام کی ھدی کے طور پر ذبح کرتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس طرح مؤکلین کی قربانی ادا ہو جائیگی؟ اور کیا اس طرح بینک اپنے مؤکلین کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیگا؟ یہ سوال اس لئے بھی اہم ہے کہ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ مؤکل کی طرف سے وکیل اپنی بکری قربانی نہیں کر سکتا ہے۔

سوال نمبر (۶) سعودی عرب میں چوتھے دن بھی قربانی کا رواج ہے کہ وہاں ۱۳ ذوالحجہ کو بھی قربانی کی جاتی ہے، جبکہ احناف کے ہاں ۱۳ ذوالحجہ کو قربانی درست نہیں، سوال یہ ہے کہ کیا حنفی حاجی کی قربانی چوتھے دن انکو کرنے کی اجازت ہو گی؟ حنفی حجاج کے لئے انکی حکومت اس سلسلے میں کیا کرے؟

سوال نمبر (۷) حج افراد کرنے والے سے بھی قربانی کی رقم لی جائیگی جبکہ ان پر حج کی قربانی واجب نہیں سوال یہ ہے کہ کیا حج افراد کرنے والوں سے قربانی کی رقم لینا درست ہے؟

والسلام سلمان آفتاب

g. **Misc Facilities**

(1) Religious guide for performance of first Umra.

(2) Sofa cum beds in tents at Mina (**12 x pilgrims per tent of 4 x 4 Ms size**).

(3) Qurbani through compulsory Hajj dues collected by Govt of Pakistan by issuing coupon to pilgrims as per rates issued by Govt of KSA to all countries of the world has been incl in pkg.

(4) Good quality bldg in Azizia with all allied facilities, closer to Mina, Sharing up to 5 pilgrims per room on gender basis and preferably with att bathrooms (No objn will be accepted on accn almt and plan at any pretext by any Haji).

(5) Train svc or busses during Hajj days as per decision of Govt of KSA will be arranged.

(6) Issue of 10 Lits sealed Zam Zam water to each pilgrim from King Abdullah plant in round bottles.

(7) Meet and assist svcs at hotels, bldgs and Mina/Arafaat.

حج درخواست فارم برائے حج 2013ء (1434ھ)

(گورنمنٹ حج سکیم)

حج 2013ء کے لئے دو سکیمیں ہیں (I) گورنمنٹ حج سکیم (II) پرائیویٹ حج سکیم، آپ اپنی مرضی کے مطابق ان میں سے کسی ایک کا انتخاب کر کے حج درخواست فارم جمع کرا سکتے ہیں۔ یہ درخواست فارم گورنمنٹ حج سکیم کے لئے ہے اس میں درج شدہ معلومات سے پورا فائدہ اٹھائیں اور ہدایات کے مطابق سفرِ حج کی تیاری کریں۔

عازمین حج کے لئے لازمی شرائط

1. صرف وہ پاکستانی مسلمان اس سکیم کے تحت درخواست دے سکتے ہیں جن کے پاس نادرا کا جاری کردہ اصل شناختی کارڈ اور 31-03-2014 تک کارآمد مشین ریڈ ایبل بین الاقوامی پاسپورٹ (Machine Readable International Passport) ہو۔
2. درخواست فارم میں موجود میڈیکل سرٹیفکیٹ پر سرکاری / نیم سرکاری / فوجی / خود مختار ادارے / کارپوریشن ہسپتال کے ڈاکٹر سے تصدیق کرانا ضروری ہے۔ کسی قسم کی چھوت کی بیماری کے مریض سفرِ حج کے اہل نہیں۔ پرائیویٹ ڈاکٹر کا تصدیق کردہ میڈیکل سرٹیفکیٹ قابلِ قبول نہیں ہوگا۔
3. معذور ہونے کی صورت میں معاون کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ نیز معاون کا معذور کے ساتھ سفر کرنا لازمی ہے۔ (لہٰذا معذور افراد اپنے حج فارم کے متعلقہ کالم میں معاون کا درخواست نمبر ضرور درج کریں)۔ بزرگ اور جسمانی طور پر کمزور درخواست دہندگان بھی اگر ہو سکے تو اپنے ساتھ ایک معاون اپنے گروپ سے مقرر کر لیں۔
4. شرعی محرم کے بغیر خواتین (ماسوائے اہلِ تشیع) کو سفرِ حج کی اجازت نہیں۔ اسی طرح ایسی خواتین جن کے ہاں ولادت سفرِ حج کے ایام میں متوقع ہو انہیں حج کی درخواست نہیں دینی چاہیے۔ ایک محرم کے ساتھ زیادہ سے زیادہ 4 خواتین سفر کر سکتی ہیں۔ (شرعی محرم کی تفصیل اور گائیڈ لسٹ بینک کو مہیا کر دی گئی ہے)
5. حجاج کرام مشین ریڈ ایبل بین الاقوامی پاسپورٹ پر سفر کر سکیں گے جس کے نمبر اور تاریخ تنسیخ کا اندراج فارم کے متعلقہ خانوں میں کرنا ہوگا۔ کامیابی کی صورت میں اپنا مشین ریڈ ایبل بین الاقوامی پاسپورٹ مقررہ تاریخ کے اندر متعلقہ بینک منیجر کے پاس جمع کرائیں گے۔ ورنہ آپ حج 2013ء کیلئے نااہل قرار دیئے جائیں گے۔
6. گزشتہ پانچ سالوں کے دوران حج کی سعادت حاصل کرنے والے افراد کو اس سال دوبارہ حج کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ البتہ وہ فرد جو کسی ایسی خاتون کا محرم ہو جس نے پہلے حج نہ کیا ہو یا حجِ بدل کرنے والے دوبارہ حج کے لئے درخواست دے سکتے ہیں یا ایسا گروپ لیڈر جس کی عمر 40 تا 60 سال ہو اور گروپ کے افراد کی تعداد 2 تا 25 ہو اور ان کو حج مشن سے قریبی رابطہ کر کے سہولیات پہنچانے کا ذمہ دار ہو۔
7. گورنمنٹ حج سکیم کے تحت معلم فیس، ٹرانسپورٹ ونیز اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں رہائش کی رقم آپ کے واجباتِ حج سے کاٹ لی جاتی ہے جو ناقابلِ واپسی ہے۔ البتہ جدہ، مکہ، مدینہ یا مدینہ جدہ وغیرہ کا بس کا ٹکٹ استعمال نہ کرنے کی صورت میں کرایہ بس واپسی پر جدہ ایئرپورٹ پر مکتب النقابۃ العامہ کے دفتر سے واپس لے سکتے ہیں۔ پاکستان واپس آنے کے بعد اس کی واپسی (Refund) ممکن نہیں۔
8. تمام عازمین حج پر لازم ہے کہ تصویریں رنگین ہوں جو خوب واضح ہوں۔ تصویر پر کسی قسم کی مہر یا دستخط نہ ہوں۔ بیک گراؤنڈ ہلکی نیلی ہو۔ پولرائڈ (Polaroid) یا مدھم تصویر نہ ہو۔ خواتین اپنی تصویر میں بال، کان اور گالیں ڈھانپ کر بنوائیں۔ تصویر کا سائز 3x4 سینٹی میٹر ہو۔ فارم کے علاوہ چار عدد تصاویر اپنے ساتھ سعودی عرب لے جانے کیلئے محفوظ رکھیں۔ ہر تصویر کی پشت پر اپنا حج درخواست نمبر اور نام لکھیں اور تصویر دیئے گئے خانوں میں گوند سے چسپاں کریں۔
9. تمام عازمین حج سعودی حکومت اور حکومتِ پاکستان کی طرف سے عائد کردہ شرائط کے پابند ہوں گے۔
10. حج کے دوران طبعی یا حادثاتی موت کی صورت میں مملکت کے مروجہ مقامی قوانین کے تحت سعودی عرب میں دفن کیا جائے گا۔
11. تمام حجاج یہ یقینی کر لیں کہ انہوں نے اپنی سعودی عرب روانگی سے قبل اپنے بیگ کے باہر اور تمام سامان کے اندر اپنے شناختی لیبل (Sticker) لگا لئے ہیں جس میں ان کا نام، قومیت، پاسپورٹ نمبر، مکتب نمبر، بلڈنگ نمبر اور پرواز نمبر شامل ہو۔

حج درخواست جمع کرانے کی تاریخ اور انتخاب کا طریقہ کار:

درخواست فارم وزارت کی طرف سے نامزد کردہ بینکوں سے حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ حج درخواستیں مقررہ بینکوں میں وزارت کی طرف سے مشتہر کردہ تاریخوں کے دوران جمع کروائی جا سکتی ہیں۔ البتہ امسال حج امیدواران کا انتخاب جمع ہونے والی درخواستوں میں سے "پہلے آیئے اور پہلے پایئے" کی بنیاد پر ہوگا اس لیے ناکامی سے بچنے کے لئے درخواستیں اولین تاریخوں میں جمع کروائیں۔ کیونکہ تعداد پوری ہونے پر درخواستوں کی وصولی روک دی جائے گی۔

واجباتِ حج:

گورنمنٹ سکیم مکہ مکرمہ میں حرم شریف سے فاصلے کی وجہ سے تین کیٹگریز جن میں سے کسی ایک کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ (i) بلیو کیٹگری (ii) گرین کیٹگری (iii) وائٹ کیٹگری۔ اس سال کے لئے حج واجبات درج ذیل ہیں:

مقامِ روانگی	بلیو کیٹگری (900 میٹر تک) (بغیر ٹرانسپورٹ)	گرین کیٹگری (1000 میٹر سے 2000 میٹر تک) (معہ ٹرانسپورٹ)	وائٹ کیٹگری (2000 میٹر سے زائد) (معہ ٹرانسپورٹ)
کراچی، سکھر، اور کوئٹہ سے	411,070 روپے	351,070 روپے	285,070 روپے
پشاور، اسلام آباد، لاہور، ملتان، فیصل آباد، سیالکوٹ، رحیم یار خان سے	4,21,070 روپے	361,070 روپے	295,070 روپے

درخواست فارم پُر کرنے کے لئے ہدایات

1. درخواست گزار اصل شناختی کارڈ اور مشین ریڈیبل بین الاقوامی پاسپورٹ کے ساتھ بینک سے رابطہ کریں اور اپنے کوائف کی حج فارم پر بینک آفیسر سے تصدیق کرالیں۔
2. فارم خوشخط انگریزی میں نہایت احتیاط سے پُر کریں۔ ایک خانے میں صرف ایک حرف (Capital Letter) یا ہندسہ لکھیں۔ کوئی حرف غلط لکھ دیا جائے تو اس پر سفید فلوڈ (White Fluid) لگا کر دوبارہ اس خانے میں صاف صاف لکھیں اور احتیاط کریں کہ کوئی حرف یا ہندسہ خانے کی کسی لکیر کو ٹچ (Touch) نہ کرے۔ کوئی بھی متعلقہ کالم خالی نہ چھوڑیں اور غیر متعلقہ کالم خالی چھوڑ دیں۔
3. فارم پُر کرنے کے لئے سیاہ رنگ کا بال پوائنٹ یا پین استعمال کریں۔
4. شناختی کارڈ کا نمبر درج کرتے وقت ڈیش (-) نہ ڈالیں۔
5. خواتین محرم کے ساتھ شرعی رشتہ (ماسوائے اہل تشیع) اور شرعی رشتے کا کوڈ متعلقہ خانے میں درج کریں۔ اور محرم کا حج درخواست فارم نمبر متعلقہ کالم میں درج کریں اور محرم سے دستخط کرائیں۔ (شرعی رشتہ کی کوڈ لسٹ بینک کو مہیا کر دی گئی ہے)
6. نام اور ولدیت / خاوند کے نام سمیت تمام خانوں میں ہر لفظ کے بعد ایک خانہ خالی چھوڑ دیں۔ فارم میں صرف وہی نام / ولدیت / زوجیت لکھیں جو آپ کے پاسپورٹ پر درج ہے۔
7. نام، ولدیت / زوجیت لکھنے سے پہلے دیکھ لیں کہ نام کا کوئی حصہ خانوں سے باہر نہ ہو۔ نام، ولدیت لکھتے وقت Maj, Dr, Mr, Miss, Mrs, وغیرہ کا استعمال نہ کریں۔
8. شناختی کارڈ پر بعض اوقات پرانا پتہ درج ہوتا ہے اس لئے حاجی کو بروقت اطلاع نہیں مل سکتی۔ اس لئے اپنا موجودہ پتہ لکھیں جہاں سے آپ کو ڈاک آسانی سے مل سکے۔
9. درخواست دہندہ اپنا پتہ اس طرح درج کرے کہ کوئی لفظ نہ ٹوٹے اور پورے پورے الفاظ سے پتہ درج ہو جائے۔

اندراج کا طریقہ:

H	N	O	.	6	7	7		G	A	L	I		1	2	2
M	O	H	A	L	L	A	H		S	A	G	H	I	R	
A	B	A	D		C	H	U	N	I	A	N				

10. جہاں آپ سے سوال کیا گیا ہے اس کے مطلوبہ خانہ پر ✓ کا نشان لگائیں اور دوسرے خانہ کو خالی چھوڑ دیں مثال کے طور پر خواتین اس سوال کا یوں جواب دیں۔

MALE	FEMALE ✓

11. تحصیل کوڈ کے خانے میں کوڈ درج کرنے کیلئے کوڈ لسٹ بینک اور حاجی کیمپ کو مہیا کر دی گئی ہے۔
12. بلڈ گروپ کا خانہ انتہائی احتیاط سے پُر کریں بلڈ گروپ تحریر کرنے سے پہلے کسی مستند میڈیکل لیبارٹری سے تجزیہ کروا لیں۔
13. نامزد کے خانے میں کسی ایسے شخص کا نام تحریر کریں جس سے کسی حادثے کی صورت میں فوراً رابطہ کیا جا سکے اور وہ آپ کے بقایاجات حقداران کو پہنچانے کا ذمہ دار ہو۔ بہتر ہے کہ نامزد فرد آپ کے حقداران یا خاندان سے ہو۔

حج درخواست فارم پُر کرتے وقت درج ذیل نکات کا خاص خیال رکھیں۔

گروپ سائز:

درخواست انفرادی طور پر دے سکتے ہیں۔ تاہم ایک خاندان کے لوگ یا دوست احباب مل کر گروپ بنا سکتے ہیں۔ گروپ خود ترتیب دیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے گروپ میں سے کسی ایک آدمی کو گروپ لیڈر نامزد کریں اور اس کے حج فارم کا درخواست نمبر باقی گروپ کے افراد اپنے اپنے فارم کے گروپ لیڈر کے خانے میں درج کریں۔ مگر خیال رہے کہ گروپ کے افراد کی تعداد 25 افراد سے بڑھنے نہ پائے۔ گروپ میں شامل تمام افراد کا مقام روانگی اور رہائش کی کیٹگری نیز گروپ لیڈر کا درخواست نمبر اور واجبات حج جمع درخواست فارم جمع کرانے کی تاریخ اور وقت ایک ہونا ضروری ہے۔ قرعہ اندازی کی صورت میں گروپ میں موجود ہر فرد گروپ لیڈر کے تابع ہوگا۔

محرم:

کسی ایسی خاتون کا محرم بننے سے گریز کریں جس کے آپ شرعی محرم نہ ہوں۔ شرعی رشتہ کی کوڈ لسٹ بینک کو مہیا کر دی گئی ہے (جبکہ اہل تشیع حضرات اپنی مرضی سے کسی اجنبی عورت کو کسی گروپ میں شامل نہ کریں) ایک محرم کے ساتھ زیادہ سے زیادہ چار خواتین سفر حج کر سکتی ہیں۔

رہائش:

حرم شریف کے توسیعی پراجیکٹ کی وجہ سے سعودی حکومت نے ملحقہ علاقوں کو گرا دیا ہے اس کے علاوہ مکہ مکرمہ میں پرانی عمارتوں کو گرانے کے احکامات بھی جاری کر دیئے ہیں جس کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں حرم شریف کے قریب رہائشی عمارتوں میں 50 سے 60 فیصد تک کی واقع ہوگئی ہے اس صورت حال میں مطلوبہ تعداد میں قریبی عمارتوں کا حصول ناممکن ہے۔ وزارت ہر ممکن کوشش کرے گی کہ حجاج کرام کو حکومت کے منظور کردہ فاصلے کے مطابق اچھی سے اچھی رہائش فراہم کرے۔ البتہ حجاج کرام سے رہائش کا کرایہ وہی کاٹا جائے گا جو بلڈنگ کا اصل کرایہ ہوگا۔ مکہ مکرمہ میں رہائش کے متعلق درج ذیل درجات ہیں۔

کیٹگری	حرم شریف سے فاصلہ	زیادہ سے زیادہ کرایہ
بلیو کیٹگری	900 میٹر تک (بغیر ٹرانسپورٹ)	8000 ریال
گرین کیٹگری	1000 میٹر سے 2000 میٹر تک (معہ ٹرانسپورٹ)	6000 ریال
وائٹ کیٹگری	2000 میٹر سے زائد (معہ ٹرانسپورٹ)	3800 ریال

نوٹ: مندرجہ بالا اصل بلڈنگ میں موجود سہولیات کی وجہ سے کم یا زیادہ ہو سکتا ہے۔ یاد رہے کہ یہ درجہ بندی صرف مکہ مکرمہ میں رہائشی سہولت کے لئے ہے۔ اس کا کسی اور سہولت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ مدینہ منورہ میں رہائش کی کوئی درجہ بندی نہیں ہے۔ وزارت ہر ممکن کوشش کرے گی کہ حجاج کرام کو ان کی ترجیح کے مطابق رہائش مہیا کرے لیکن عدم دستیابی کی صورت میں حجاج کرام کو جو بھی رہائش موجود ہوگی الاٹ کی جائے گی اور حجاج کرام سے رہائش کا کرایہ وہی کاٹا جائے گا جو بلڈنگ کا اصل کرایہ ہوگا۔ البتہ اگر کسی عازم حج کو اپنی منتخب کردہ کیٹگری کے بجائے اوپر والی کیٹگری کی رہائش الاٹ کی گئی تو اس کے اضافی کرایہ کی رقم سعودی عرب روانگی سے قبل وزارت کو ادا کرنا ہوگی۔

عبایہ:

یہ بات عام مشاہدے میں آئی ہے کہ پاکستانی خواتین عموماً سفرِ حج کے دوران ایسا لباس (شلوار قمیض) استعمال کرتی ہیں جو حج اور مقامات مقدسہ کے تقدس کے منافی ہوتا ہے۔ لہذا خواتین کیلئے حجاب کی شرائط کو پوری کرنے، اپنے وقار کو قائم رکھنے اور اپنے آپکو مناسب طور پر ڈھانپنے کیلئے عبایہ کو احرام کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ عبایہ کا رنگ کالا ہونا ضروری ہے۔ ہر خاتون کیلئے لازم ہے کہ وہ کم از کم دو عبایہ اپنے ساتھ رکھے جس پر پاکستانی جھنڈے کا سٹکر (Sticker) لگا ہو تا کہ شناخت کرنے میں آسانی ہو بلکہ تمام سعودی اتھارٹی چیک کر سکتے ہیں۔

احرام: تمام عازمین حج کیلئے ضروری ہے کہ ان کے احرام پر پاکستانی جھنڈے کا سٹکر (Sticker) لگا ہو تا کہ شناخت کرنے میں آسانی ہو۔

دورانیہ قیام: تمام عازمین حج کیلئے سعودی عرب میں قیام کا دورانیہ تقریباً چالیس دن ہوگا۔

طواف: صحن حرم میں تعمیراتی کام کی وجہ سے حرم پاک میں رش کا امکان ہوگا لہذا ہر حکم پیلی سے گریز کرتے ہوئے نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا جائے۔ دوران طواف کسی بھی گری ہوئی چیز کو ہرگز ہرگز نہ اٹھائیں کیونکہ ایسا کرنے سے کیمرے کی سینکڑوں آنکھیں آپ کے اس عمل کو ریکارڈ کر لیں گی اور آپ چوری کے زمرے میں دھر لیے جائیں گے۔ اس ضمن میں وزارت مذہبی امور اور پاکستان حج مشن آپکی کوئی مدد نہیں کر سکیں گے۔

رمی جمرات: تمام حجاج رمی جمرات کے لئے گروپ کی شکل میں جائیں اور جاتے ہوئے کوئی سامان ساتھ نہ لے کر جائیں اور اپنا شناختی کارڈ گلے میں پہن کر رکھیں۔

ادویات لے کر جانے کا طریقہ:

کسی قسم کی ادویات سے الرجی کی صورت میں ٹریٹمنٹ بک میں الرجی کی نوعیت اور اس کے نتیجے میں لینے والی ادویات حاجی کیمپ میں موجود ڈاکٹر سے ضرور تحریر کروالیں تا کہ دوران سفر آپ کے علاج میں سہولت فراہم ہو سکے۔ اسی طرح کسی بھی تکلیف کے لیے مستقل ادویات استعمال کرنے والے حضرات ادویات کی تفصیل کا اندراج حاجی کیمپ کے ڈاکٹر سے ٹریٹمنٹ بک میں کروائیں اور ساتھ لے جانے والی ادویات کو سیل کروائیں۔ (ٹریٹمنٹ بک حاجی کیمپ میں دستیاب ہے)

حفاظتی ٹیکے: حجاج کی سہولت کی خاطر ان کے گھروں کے نزدیک ضلع / تحصیل کی سطح پر حکومت کی طرف سے ٹریننگ کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ اسی موقع پر گردن توڑ بخار اور انفلوئنزا کے حفاظتی ٹیکے بھی لگائے جاتے ہیں۔ حجاج کو چاہیئے کہ وہ ان مواقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مذکورہ ٹیکوں کو لگوانا یقینی بنائیں اور سرٹیفکیٹ حاصل کریں۔

پاسپورٹ، ویزہ اور ٹکٹ کا حصول: درخواست دہندہ کا جمع شدہ بین الاقوامی پاسپورٹ بمع ویزہ اور ٹکٹ آپ کو روانگی سے دو روز قبل متعلقہ حاجی کیمپ میں فراہم کیا جائے گا۔

سگریٹ نوشی: حرمین شریفین میں سگریٹ نوشی ممنوع ہے۔ لہذا حجاج کرام سے ان مقدس شہروں کے احترام کی پوری توقع کی جاتی ہے۔ تاہم بینک کا عملہ درخواست لیتے ہوئے گروپوں کی تشکیل کے وقت اس پہلو کو مدنظر رکھے کیونکہ حج کے دوران رہائش کی الاٹمنٹ گروپوں کے حساب سے کی جاتی ہے اور اس وجہ سے دوسرے حجاج کرام کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

حجاج کا سامان: تمام حجاج اس بات کو یقینی بنائیں کہ ان کے دستی سامان کا وزن اور سائز ایئر لائن کے متعین کردہ وزن یعنی 7 کلوگرام اور حجم (15"x8.7"x21.7" INCH) سے تجاوز نہ کرے اور جمع شدہ سامان کا وزن 30 کلوگرام سے زیادہ نہ ہو اور یہ سامان سبز رنگ کے سوٹ کیس جس کا حجم (30"x20"x9.5" INCH) ہو اور جس پر حج 2013ء اور پاکستان کا Logo چھپا ہو میں رکھیں۔

انتباہ: حجاج کرام کو خبردار کیا جاتا ہے کہ جس سامان پر پاکستان کا Logo نہیں ہوگا وہ سامان جہاز پر لوڈ نہیں کیا جائے گا۔

قربانی کے کوپن:

سعودی حکام اور اسلامک ڈویلپمنٹ بنک کے ساتھ حکومت پاکستان کے معاہدے کی روشنی میں حجاج کرام کی سہولت کے لئے قربانی کی مد میں مبلغ 450 سعودی ریال واجبات حج میں شامل کر دیئے گئے ہیں لہذا حج کے موقع پر اب ہر حاجی کی قربانی پہلے سے جمع شدہ رقم سے ادا ہو جائے گی۔

زرمبادلہ:

امسال بھی وزارت مذہبی امور زرمبادلہ کی مد میں کوئی رقم وصول نہیں کر رہی۔ لہذا حجاج کرام سعودی عرب میں اپنی ضروریات کے لئے کم از کم ایک ہزار سعودی ریال کے زرمبادلہ کا انتظام بذریعہ متعلقہ بینک یا فارن ایکسچینج کمپنی خود کریں گے۔ اس سلسلہ میں صفحہ نمبر 6 میں موجود اقرار نامہ پر دستخط کریں۔

تکافل فنڈ: حجاج کرام کے تحفظ کے لئے وزارت نے تکافل فنڈ قائم کیا ہے۔ جس میں فی کس 400 روپے کے عوض دوران حج وفات، معذوری یا زخمی ہونے کی صورت میں حج پالیسی کے مطابق معاوضہ دیا جائے گا۔

رسید:

حج فارم کا حصہ (ب) آپ کی رسید ہے اسے پاسپورٹ، ٹکٹ اور دیگر واجبات حاصل کرنے کیلئے دکھانا ضروری ہے۔ لہذا اسے اپنے پاس سنبھال کر رکھیں اور اس کی فوٹو کاپی بھی کروالیں۔ حاجی کیمپ تشریف لے جاتے ہوئے یہ رسید اور اصل شناختی کارڈ ساتھ رکھیں۔

حج پر نہ جانے کی صورت میں رقم واپس لینے کا طریقہ:

1. حج درخواستوں کی ناکامی کی اطلاع ملتے ہی فی الفور متعلقہ بینک سے رجوع کر کے اپنی پوری رقم واپس لے لیں۔ اس کے لئے وزارت سے کسی قسم کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں ہے۔
2. درخواست گزار حج درخواست منظور ہو جانے کے بعد کسی وجہ سے رقم واپس لینا چاہیں تو 31 جولائی 2013ء تک وزارت کی اجازت سے جمع شدہ رقم واپس لے سکتے ہیں۔ جس کے لئے سادہ کاغذ پر واجبات حج کی واپسی کی درخواست بنام اکاؤنٹس آفیسر (حج ریفنڈ) وزارت مذہبی امور، اسلام آباد کو بمعہ فوٹو کاپی بینک رسید اور شناختی کارڈ ارسال کریں۔ حج درخواست گزار کی وفات کی صورت میں نامزد فرد کی طرف سے درخواست کے ساتھ وفات سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل بھی منسلک کریں۔
3. اگر آپ کے لئے حاصل کی گئی رہائش کسی اور حاجی کے استعمال میں نہ آسکی تو 31 جولائی 2013ء کے بعد رقم واپس لینے پر حرمین شریفین میں آپ کے لئے حاصل کی گئی رہائش کا کرایہ کٹ جائے گا۔ البتہ وفات پا جانے والے درخواست گزار کی وفات کا سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر یا شدید بیماری اور حادثے کی وجہ سے ہسپتال داخل ہونے اور فارغ ہونے کا سرٹیفکیٹ پیش کرنے والے درخواست گزاروں سے رہائش کا کرایہ نہیں کاٹا جائے گا۔
4. متوفی یا ہسپتال میں داخل محرم کی وجہ سے جو خاتون حج پر نہیں جا سکے گی اس کا کرایہ رہائش بھی نہیں کٹے گا۔ تاہم رقم کی واپسی کے لئے اسکے نامزد شخص کی طرف سے درخواست آنی ضروری ہے۔

حکومت پاکستان

وزارت مذہبی امور

اسلام آباد

قابل احترام عازمین حج!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ نے امسال حج بیت اللہ کا ارادہ کیا ہے جو کہ ایک مقدس سفر اور اسلام کی افضل ترین عبادت ہے۔ اس کے لیے میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس افضل ترین عبادت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آپ نے اس مقدس سفر کیلئے گورنمنٹ حج سکیم کا انتخاب کیا ہے جس پر میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں۔ ہماری کوشش ہو گی کہ ہم آپ کے اعتماد پر پورے اترتے ہوئے بہتر سے بہتر انتظام کریں۔

اس مبارک سفر کی رحمتیں اور برکتیں حاصل کرنے کے لئے آپ ابھی سے تیاریاں شروع کر دیں۔ سب سے اہم تیاری روحانی پاکیزگی اور ایمان کی تازگی ہے۔ یہ عبادت کیونکہ روحانی کے ساتھ ساتھ بدنی اور مشقت طلب ہے۔ اس لئے آپ اپنے جسم کو اس مشقت کے قابل بنانے کے لئے ابھی سے روزانہ ہلکی ورزش کا اہتمام کریں۔ پیدل چلنے کو معمول بنالیں اور اپنی صحت کا خیال رکھیں تاکہ دورانِ حج آپ کو زیادہ مشکلات کا سامنا نہ ہو۔ علاوہ ازیں حج کے ضروری لوازمات سے آگاہی اور مناسک حج کی مناسب تربیت بھی نہایت ضروری ہے۔ حج معلومات پر مبنی کتابوں کا مطالعہ کریں۔ تربیتی پروگراموں کا شیڈول پرواز کی روانگی کی اطلاع کے ساتھ ہی آپ کو مل جائے گا۔ ان میں ضرور شرکت فرمائیں۔ وزارت مذہبی امور نے "حج تربیتی پروگرام کی CD" بھی تیار کی ہے جو تربیتی پروگراموں کے دوران دکھائی جائے گی۔ مذکورہ CD حاجی کیمپوں میں بھی دستیاب ہے۔ حج انتظامات کے بارے میں مزید معلومات وزارت مذہبی امور اور اس کی ویب سائٹ www.hajjinfo.org سے بھی حاصل کی جا سکتی ہیں۔

حج درخواست فارم خود پر کریں بصورت دیگر لازم ہے کہ یہ فارم بنک کے عملے سے پر کروایا جائے اور پر کروانے کے بعد تسلی کر لیں کہ آپ کے کوائف کا درست اندراج ہوا ہے۔ حج درخواست فارم پر کرنے سے پہلے ضروری ہدایات اچھی طرح پڑھ اور سمجھ لیں ایسا نہ ہو کہ کسی غلطی کی وجہ سے آپ کی درخواست مسترد ہو جائے۔ درخواستوں کی وصولی کے تقریباً دو ماہ بعد آپ کو وزارت کی جانب سے کامیابی یا ناکامی کی اطلاع دی جائے گی۔ حرم شریف کی توسیع کی وجہ سے ملحقہ علاقے گرا دیے گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے مکہ میں قریبی رہائشی عمارات کی کمی واقع ہوگئی ہے اور قریبی عمارات کا حصول انتہائی دشوار ہے۔ رہائش دور ہونے کی صورت میں بلڈنگ سے حرم شریف تک ٹرانسپورٹ دستیاب ہو گی۔ حجاج کرام امسال بھی سعودی عرب میں اپنی خوراک و دیگر ضروریات کے لئے کم از کم ایک ہزار سعودی ریال کا انتظام بذریعہ متعلقہ بنک یا فارن ایکسچینج کمپنی خود کریں گے۔ سعودی حکام اور اسلامک ڈویلپمنٹ بنک کے ساتھ حکومت پاکستان کے معاہدے کی روشنی میں حجاج کرام کی سہولت کے لئے قربانی کی مد میں مبلغ 450 سعودی ریال واجبات حج میں شامل کر دیے گئے ہیں۔

وزارت مذہبی امور کی بھرپور کوشش ہوگی کہ حجاج کرام کو حج بیت اللہ کی سعادت کے لیے زیادہ سے زیادہ سہولیات بہم پہنچائی جاسکیں اور سعودی عرب میں آپ کے قیام کو ممکن حد تک آرام دہ بنایا جاسکے۔ میں امید کرتا ہوں کہ حجاج کرام بھی وزارت کے ساتھ اس ضمن میں بھرپور تعاون کریں گے اور غیر ضروری تنقید سے گریز کریں گے۔

والسلام

آپ کا خیر اندیش

(چوہدری محمد اعظم سیال)

سیکرٹری

پاکستان میں اہم ٹیلیفون نمبر

	اہم مقامات	فون نمبر	فیکس نمبر	شہر کا کوڈ
1	وزارت مذہبی امور نزد وحی پی اوہ اسلام آباد — برائے حج معلومات ---------- برائے حسابات ----------	9205696 9208465	9201653	051
2	حاجی کیمپ اسلام آباد: نزد گولڑہ ریلوے اسٹیشن پشاور روڈ، راولپنڈی۔	9278274, 9278275	9278272	051
3	حاجی کیمپ کراچی: مولوی تمیز الدین خان روڈ سلطان آباد کراچی۔	35684550, 35688307	99206132	021
4	حاجی کیمپ لاہور: کیتھیڈرل، بوہڑ والا چوک لنکس روڈ نزد ریلوے اسٹیشن لاہور	36375966, 36284301	36284303	042
5	حاجی کیمپ پشاور: حج کمپلیکس سیکٹر E-8 فیز 7 حیات آباد پشاور۔	9217483, 9217482	9217730	091
6	حاجی کیمپ کوئٹہ: حج کمپلیکس ویسٹرن بائی پاس نزد آر ٹی اے کمپلیکس کوئٹہ۔	2855981	2855921	081
7	حاجی کیمپ ملتان: زکریا ائیرپورٹ کمپلیکس، ملحقہ نزد قاسم باغ اسٹیڈیم ملتان۔	9200665	9200693	061
8	حاجی کیمپ سکھر: ائیرپورٹ روڈ سکھر	5630756	5631397	071
9	حاجی کیمپ فیصل آباد: سرگودھا روڈ فیصل آباد۔ (گورنمنٹ کالج برائے ٹریننگ کالج)	586234, 586235	586283	041
10	حاجی کیمپ سیالکوٹ: سیالکوٹ انٹرنیشنل ائیرپورٹ، 6 کلومیٹر سمبڑیال روڈ سیالکوٹ۔	6633001-004	6638023	052
11	حاجی کیمپ رحیم یار خان: معرفت ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر (DCO) رحیم یار خان۔	9230266, 9230477-78		068

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون ملہم الصواب

(۱) صورتِ مسئولہ میں حکومت کو یہ تجاویز اور مشورہ دیں کہ چونکہ شرعی نقطۂ نگاہ سے حجاج کرام کی سہولت اور آسانی اس میں نہیں ہے کہ انکے حج کی قربانی سعودی حکام اور سعودی اسلامک ڈیولپمنٹ بینک کے ذریعہ ادا کی جائے بلکہ انکے لئے آسانی اور سہولت اس میں ہے کہ انکے حج کی قربانی کا معاملہ پہلے کی طرح انہی پر ہی چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ اپنی سہولت اور اپنے صوابدید کے مطابق اپنے اپنے حج کی قربانی متعین وقت پر ادا کرکے بغیر کسی ذہنی الجھن و پریشانی کے اپنے احرام سے باہر آسکیں۔

لیکن اگر کسی بین الاقوامی قانون یا ضابطہ کی وجہ سے یا سعودی حکومت اور پاکستانی حکومت کے مابین طے شدہ قوانین وضوابط کی وجہ سے ہماری حکومت پر قربانی کی رقم خود وصول کرکے سعودی حکومت یا اسکے نمائندہ کے ذریعہ قربانی کرانا لازم ہو تو وزارتِ حج پاکستان کو آگے آنے والے جوابات میں مذکور تفصیل کے مطابق عمل کرنے کی تجاویز پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۲) یوم النحر یعنی ذو الحجہ کی دسویں تاریخ کو حجاج کرام چار مناسک ادا کرتے ہیں (۱) رمی (۲) قربانی (۳) حلق یا قصر (۴) طواف زیارۃ۔

احادیث صحیحہ میں ان افعال کی ادائیگی میں یہی ترتیب منقول ہے اور آنحضرت ﷺ سے ان افعال کا اسی ترتیب سے ادا کرنا ثابت ہے۔ اسی بناء پر اس ترتیب سے ان افعال کی ادائیگی مطلوب و باعثِ فضیلت ہونے میں قریب قریب علماء کا اجماع ہے۔

فی الصحیح لمسلم:

" عن أنس بن مالك:أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أتى منى فأتى الجمرة فرماها ثم أتى منزله بمنى ونحر ثم قال للحلاق خذ وأشار إلى جانبه الأيمن ثم الأيسر ثم جعل يعطيه الناس"

وقال فی فتح الملهم: 341/3

" وقد أجمع العلماء على مطلوبية هذا الترتيب إلا أن ابن الجهم المالكي استثنى القارن فقال لا يحلق حتى يطوف "

وفی بداية المجتهد: 507/1

"وثبت أن رسول الله صلى الله عليه وسلم رمى في حجته الجمرة يوم النحر ثم نحر بدنه ثم حلق رأسه ثم طاف طواف الإفاضة وأجمع العلماء على أن هذا سنة الحج"

لیکن ان مناسک کی اس ترتیبِ مطلوب کی شرعی حیثیت کیا ہے اور اس ترتیب کے خلاف کرنے میں کوئی جزاء یا دم لازم ہوگا یا نہیں اس میں ائمہ کرام اور فقہاء امت کی آراء مختلف ہیں تاہم مجموعی طور پر جمہور اور ائمہ ثلثہ ترتیبِ مذکور کو سنت قرار دیتے ہیں اور یہ حضرات ایک حد تک ان افعال میں عدم وجوب ترتیب اور خلاف ترتیب کی صورت میں عدم وجوب دم کے قول پر متفق ہیں، یہی رائے احناف میں سے حضرات صاحبین رحمہما اللہ کی بھی ہے۔ البتہ امام مالک رحمہ اللہ حلق کو رمی پر مقدم کرنے کی صورت میں وجوب فدیہ کے قائل ہیں، اور امام احمد رحمہ اللہ سے صرف قصداً و عمداً ترتیب توڑنے کی صورت میں ایک روایت وجوب دم کی مروی ہے، یہی بات حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ، حضرت قتادہ رحمہ اللہ اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سمیت بعض دوسرے علماء کی طرف بھی منسوب ہے، جبکہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ کی دوسری روایت اس صورت میں بھی عدم وجوب ہی کی ہے، نیز اسکے علاوہ کسی صورت میں بھی وہ وجوب دم یا وجوب ترتیب کے قائل نہیں۔

دار الافتاء

اسکے برخلاف احناف کے مفتی بہ قول کے مطابق متمتع اور قارن کے لئے شروع کے تین مناسک (یعنی رمی، ذبح اور حلق) میں اور مفرد پر رمی و حلق میں ترتیب واجب ہے اور اس ترتیب کے خلاف کرنے سے دم واجب ہوگا، خواہ عمداً کرے یا نسیاناً، مسئلہ کا علم رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو سب کا حکم وجوب دم میں یکساں ہے البتہ طواف زیارۃ کو بقیہ مناسک یا ان میں سے کسی پر مقدم کرنے پر کوئی دم نہیں، یہ قول امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام زفر رحمہ اللہ سے منقول ہے، اسکی تائید بعض آثار صحابہ سے بھی ہوتی ہے، مثلاً مصنف ابن ابی شیبہ اور طحاوی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا اثر بطور فتوی منقول ہے: کہ جس نے افعال حج میں تقدیم و تاخیر کی اس پر دم واجب ہے، مصنف ہی میں حضرت ابراھیم نخعی رحمہ اللہ اور حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جو کوئی کسی نسک میں تقدیم و تاخیر کرے اس پر دم ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح منقول ہے، نیز سنن کبری میں حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ کا اثر منقول ہے: جس میں اس ترتیب کے خلاف کرنے پر وجوب دم کا ذکر ہے۔

ان تمام باتوں کے پیش نظر صورت مسئولہ میں احناف کے ہاں اصل حکم یہی ہے کہ دسویں ذوالحجہ کے مناسک اربعہ کی ادائیگی میں قارن و متمتع پر شروع کے تین مناسک یعنی رمی، ذبح اور حلق میں اور مفرد پر رمی و حلق میں ترتیب واجب ہے اور قصداً اس ترتیب کے خلاف کرنا گناہ اور باعث وجوب دم بھی ہے، اس لئے اپنی قدرت وطاقت کی حد تک ان مناسک کو ترتیب واجب کے مطابق ادا کرنا ہی لازم ہے، جن جن ممالک میں سوال میں ذکر کردہ پیچیدگیاں پیدا ہوں وہاں کی حکومتیں سعودی حکومت سے گفت وشنید کے ذریعہ ایسی راہیں نکالنے کی کوشش کریں کہ حجاج کرام ترتیب واجب کے مطابق اپنے مناسک ادا کرسکیں۔ حجاج کرام بھی اپنے طور پر جس قدر احتیاط کرسکتے ہیں وہ کریں مثلاً اگر سعودی حکومت یا حجاج کرام کے حج کی قربانی پر مامور ادارہ کی طرف سے اگر قربانی کا کوئی وقت بتایا ہوا ہو تو متمتع اور قارن حجاج کرام بتائے ہوئے وقت سے پہلے حلق نہ کریں، بلکہ حسب استطاعت بتائے ہوئے وقت سے بھی اس قدر تاخیر کے ساتھ حلق یا قصر کریں کہ دل میں ذبح ہوچکنے کا رجحان پیدا ہونے لگے۔

تاہم اگر تمامتر کوششوں کے باوجود عازم حج یوم النحر کے مناسک کو ترتیب واجب کے مطابق ادا کرنے پر قادر نہ ہو بلکہ سوال میں ذکر کردہ مجبوری، اپنی اور سعودی حکومت کی طرف سے حج پالیسی میں مقرر کردہ قواعد اور ضوابط یا دیگر انتظامی پیچیدگیوں کی وجہ سے اگر حجاج کرام ترتیب واجب کو قائم نہ رکھ سکیں خصوصاً جبکہ ان کے لئے اپنے اختیار سے قربانی کرنا، کرانا یا اسکے اوقات وغیرہ میں کوئی رد وبدل کرانا ممکن نہ ہو (جیساکہ سوال میں مذکور ہے) توصورت مسئولہ میں "یسروا ولا تعسروا" (بخاری) کا تقاضا یہ معلوم ہوتا ہے ایسی شدید مجبوری کی صورت میں جب حجاج کرام کے قصد وارادہ کے بغیر، غیر ارادی طور پر ان افعال کی ادائیگی میں تقدیم و تاخیر ہوجائے تو درج ذیل وجوہ کی بنا پر ان سے ترتیب چھوٹ جانے کا دم ساقط ہوجائے اور ان پر اس کی وجہ سے دم کی ادائیگی لازم نہ ہو۔

(الف): احناف کے ائمہ ثلثہ میں سے صاحبین رحمہما اللہ کا مذہب بھی عدم وجوب ترتیب اور عدم وجوب دم کا ہے، اور یہ حضرات "افعل ولا حرج" والی احادیث کے ظاہر سے استدلال فرماتے ہیں۔

فی فتح الملھم فی بیان اقوال العلماء فی وجوب الترتیب: جلد ۳ صفحہ ۱۳۴

"وذهب الشافعي وصاحبا أبي حنيفة وجمهور السلف والعلماء وفقهاء أصحاب الحديث، إلى عدم وجوب الترتيب بين الوظائف المذكورة في يوم النحروعدم وجوب الدم لقوله عليه السلام للسائلين ولا حرج اى لا ضيق عليك فهو ظاهر في رفع الفدية والإثم معالأن اسم الضيق يشملهما ووجوب الفدية يحتاج إلى دليل ولو كان واجبا لبينه النبي صلى عليه وسلم"

وفي البحر الرائق:126/3

"وهذا عند أبي حنيفة وعندهما لا شيء عليه لحديث الصحيحين لم أشعر حلقت قبل أن أذبح قال افعل ولا حرج وقال آخر نحرت قبل أن أرمي قال افعل ولا حرج فما سئل رسول الله عن شيء قدم أو أخر إلا قال افعل ولا حرج "

وقال في معاني الاثار:235/2 باب من قدم من حجه نسكا قبل نسك

وتكلم الناس بعد هذا في القارن إذا حلق قبل أن يذبح فقال أبو حنيفة رحمه الله عليه دم وقال زفر رضي الله عنه عليه دمان وقال أبو يوسف ومحمد رحمهما الله لا شيء عليه واحتجا في ذلك بقول رسول الله صلى الله عليه وسلم للذين سألوه عن ذلك على ما قد روينا "

وقال في المبسوط:41/4

والحاصل أن طواف الزيارة مؤقت بأيام النحر فتأخيره عن أيام النحر يوجب الدم في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى ولا يوجب الدم في قولهما وعلى هذا من قدم نسكا على نسك كأن حلق قبل الرمي أو نحر القارن قبل الرمي أو حلق قبل الذبح فعليه دم عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى و عندهما لا يلزمه الدم بالتقديم والتأخير وحجتهما في ذلك حديث ابن عباس رضي الله عنه أن رجلا قال لرسول الله يوم النحر حلقت قبل أن أرمي فقال إرم ولا حرج وقال آخر حلقت قبل أن أذبح فقال اذبح ولا حرج وما سئل عن شيء يومئذ قدم أو أخر إلا قال افعل ولا حرج فدل أن التقديم والتأخير لا يوجب شيئا "

وقال في فتح القدير:66/3

"وإن حلق القارن قبل أن يذبح فعليه دمان عند أبي حنيفة رحمه الله دم بالحلق قبل أوانه لأن أوانه بعد الذبح ودم بالتأخير عن الحلق هذا أخذها من القلم بل أحد الدمين بمجموع التقديم والتأخير والآخر دم القران والدم الذي يجب عندهما دم القران لا ليس غير لا للحلق قبل أوانه ولو وجب ذلك لزم في كل تقدم نسك على نسك دمان لأنه لا ينفك عن الأمرين ولا قائل به ولو وجب في حلق القارن قبل الذبح لوجب ثلاثة دماءالخ"

(ب): اگرچہ امام اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ظاہر روایت کے مطابق وجوب ترتیب اور ترتیب ٹوٹنے کی صورت میں وجوب دم کا ہے لیکن حضرت امام رحمہ اللہ ہی سے دو قول اور بھی منقول ہیں ایک قول موطا محمد: صفحہ ۲۳۵ "باب من قدم نسکا قبل نسک" میں ہے جسکی رو سے امام صاحب کا فتوی یہ ہے کہ متمتع اور قارن اگر ذبح سے پہلے حلق کر لے تو صرف اسی صورت میں دم واجب ہے اس کے علاوہ اور کسی بھی صورت میں تقدیم وتاخیر سے دم مطلقاً واجب نہیں۔

في الموطا لمحمد:ص:235 "باب من قدم نسكا قبل نسك"

"قال محمد:وبالحديث الذي روى عن النبي صلى الله عليه وسلم نأخذ أنه قال:لا حرج في شيئ من ذالك,وقال أبو حنيفة رحمه الله: لا حرج في شيئ من ذالك ولم ير في شيئ من ذالك كفارة إلا في خصلة واحدة :المتمتع والقارن إذا حلق قبل أن يذبح قال عليه دم ,وأما نحن فلا نرى عليه شيئا"

اس روایت کا تقاضا یہ ہے کہ سوائے اس ایک صورت کے حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک بھی فساد ترتیب خواہ عمدا ہو یا نسیانا یا عدم علم کی بنا پر کسی بھی صورت میں دم نہ ہو۔

دوسرا قول "کتاب الحجۃ علی اھل المدینۃ" جلد ۲ صفحہ ۳۷۱ میں ہے جس کی رو سے، حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کا فتوی یہ ہے کہ عدم علم کی بنا پر فساد ترتیب کی صورت میں مطلقا دم نہیں ہے۔

قال محمد بن الحسن الشيباني في "كتاب الحجة على أهل المدينة:371/2

"باب الذي يجهل فيحلق رأسه قبل ان يرمي جمرة العقبة اخبرنا محمد عن أبي حنيفة في الرجل يجهل وهو حاج فيحلق رأسه قبل ان يرمي الجمرة انه لا شيء عليه وقال أهل المدينة إذا جهل الرجل فحلق رأسه قبل ان يرمي الجمرة افتدى وقال محمد الحديث عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في ذلك مشهور بين انه سئل يوم النحر عمن حلق رأسه قبل ان يرمي قال ارم ولا حرج فما سئل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن شيء يومئذ قدم ولا اخر الا قال افعل ولا حرج "

یہ دونوں اقوال اگرچہ غیر ظاہر الروایۃ ہیں جن پر عام حالات میں فتوی دینا یا عمل کرنا درست نہیں، لیکن چونکہ انکی بنیاد بھی بظاہر "افعل ولاحرج" والی احادیث کے ظاہر ہے جس سے مجموعی طور پر صاحبین رحمہم اللہ کے فتوی کی ضرور تائید ہوتی ہے۔

(ج): حجۃ الوداع کے موقع پر عدم علم یا نسیان کی بناء پر جن صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین نے ان مناسک کو خلاف ترتیب ادا فرمالیا تھا انکے سوال پر آنحضرت ﷺ نے "لاحرج" اور "وضع اللہ الحرج والضیق" فرمایا: اب اس سے قطع نظر کہ یہاں گناہ کی نفی ہے یا دم جنایت کی اتنی بات تو مسلم ہے کہ حرج و تنگی کی وجہ سے اس موقع پر احکام میں تخفیف ہوئی لھٰذا اس کا تقاضا بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر حجاج کرام کی کثرت اور انتظامی پیچیدگیوں وغیرہ کی وجہ سے ترتیب برقرار رکھنے میں حرج و تنگی ہو تو حدود شریعت میں رہتے ہوئے اگر اس تنگی کے موقع پر کسی بنیاد پر سہولت کی گنجائش ہو تو اسے اختیار کرلیا جائے اس سے بھی حضرات صاحبین رحمہم اللہ کے قول کے مطابق فتوی دینے یا عمل کرلینے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، خصوصاً جبکہ "لاحرج" اور "وضع اللہ الحرج والضیق" والی احادیث مرفوعہ کاظاہری احتمال بھی اس قول کے زیادہ قریب ہے۔

(د) مذکورہ صورت جس میں ہم نے عدم وجوب دم کا رجحان ظاہر کیا ہے یہ عام حالات کے زمرے میں نہیں آتی ہے بلکہ سوال میں ذکر کردہ صورتِ حال سے دوچار ہو کر اگر کوئی ان مناسک کو خلافِ ترتیب ادا کرلے تو یہ ترکِ ترتیب بوجہ عذر کے زمرے میں آیگا اور واجبات حج میں سے کوئی واجب اگر عذر سے ترک ہو جائے تو علامہ کاسانیؒ مطلقاً عدم وجوبِ دم کے قائل ہیں یعنی عذر خواہ قدرتی ہو، یا من قبل العباد (بندے کی طرف سے) ہو۔

قال فی بدائع الصنائع:134/2

"وإذاكان واجبا فإن تركه لعذرفلا شيء عليه وإن تركه لغير عذر لزمه دم لأن هذا حكم ترك الواجب في هذا الباب"

وقال فی الشامیة:553/2

" قال في الفتح عن البدائع وهذا حكم ترك الواجب في هذا الباب اه أي أنه إن تركه بلا عذرلزمه دم وإن بعذرفلاشيءعليه مطلقاوقيل فيما ورد به النص نقط وهذا بخلاف مالوارتكب محظوراكاللبس والطيب فإنه يلزمه موجبه ولو بعذركما قدمناه أول الباب."

وایضا فیها:512/2

"قوله لا شيء عليه وكذاكل واجب إذا تركه بعذرلا شيء عليه كما في البحر أي بخلاف فعل المحظور لعذر كلبس المخيط ونحوه فإن العذرلايسقط كما سيأتي في الجنايات وبه سقط ما أورده في الشرنبلالية بقوله لكن يرد عليه ما نص الشارع بقوله فمن كان منكم مريضا أو به أذى من رأسه ففدية البقرة اه نعم يرد ما قدمناه آنفا من الفتح من أنه لوجاوز عرفات قبل الغروب، لند بعيره أولخوف الزحمة لزمه دم وقد يجاب بما سيأتي عن شرح اللباب في الجنايات عند قول اللباب ولو فاته الوقوف بمزدلفة بإحصار فعليه دم من أن هذا عذر من جانب المخلوق فلا يؤثراه لكن يرد عليه جعلهم خوف الزحمة هناعذرا في ترك الوقوف بمزدلفة وعلمت جوابه فتأمل "

(ہ): فقہاء کرام نے خود تصریح فرمائی ہے کہ ضرورت شدیدہ اور مجبوری کے وقت ضرر و حرج سے بچانے کے خاطر مفتی کے واسطے قولِ مرجوح پر فتوی دینے کی گنجائش ہے اس کا تقاضا بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حجاج کرام کی اس ضرورت و دشواری کے پیش نظر عدم وجوب دم کے فتوی کی گنجائش ہو خصوصاً جبکہ اس سے خروج عن المذہب بھی لازم نہیں آتا ہے۔

وقال فی الشامیة:78/7

" قال سيدي الوالد وهذا موضع الضرورة فقد ذكر في حيض البحر في بحث ألوان الدماء أقوالا ضعيفة ثم قال: وفي المعراج عن فخر الأئمة: لو أفتى مفت بشيء من هذه الأقوال في مواضع الضرورة كان حسنا ا هـ وكذا قول أبي يوسف في المني إذا خرج بعد فتور الشهوة لا يجب به الغسل ضعيف وأجازوا العمل به للمسافر أو الضيف الذي خاف الريبة وذلك من مواضع الضرورة"

وفی شرح عقود رسم المفتی:45

"وبه علم أن المضطر له العمل بذالك لنفسه كما قلنا وإن المفتى له الإفتاء به للمضطر فما مر أنه ليس له العمل ولا الإفتاء به محمول على غير موضع الضرورة كما علمه من مجموع ما قررنا الخ"

(ز) ضرورت شدیدہ یا سخت مجبوری کی حالت میں مذہب غیر کی طرف بھی رجوع کی گنجائش ہو جاتی ہے، بلکہ منصبِ افتاء سے تعلق رکھنے والے محققین اکابر کے بہت سے فتاویٰ اس بات پر شاہد ہیں کہ عام مسائل میں بالعموم اور معاملاتِ مالیہ کے مسائل میں بالخصوص ضرورت، حاجتِ عامہ اور ابتلاء عام کی وجہ سے بھی افتاء بمذہب الغیر کی گنجائش ہے۔ جبکہ یہاں مذہب غیر کی طرف بھی رجوع کی ضرورت نہیں بلکہ خروج مذہب کئے بغیر بھی رفع حرج ممکن ہے کیونکہ گزشتہ اوراق میں جہاں یہ بات دلائل کے ساتھ بیان ہوئی ہے کہ جمہور اور ائمہ ثلثہ ترتیبِ مذکور کو سنت قرار دیتے ہیں اور مجموعی طور پر یہ حضرات ان افعال میں عدمِ وجوب ترتیب اور خلاف ترتیب کی صورت میں عدم وجوب دم کے قول پر متفق ہیں، وہاں یہ بات بھی وضاحت کے ساتھ آچکی ہے کہ احناف کے دو جلیل القدر ائمہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ بھی مطلقا ان افعال میں عدمِ وجوب ترتیب اور خلاف ترتیب ادا کرنے کی صورت میں عدم وجوب دم کے قائل ہیں۔

فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۱۹۸ (طبع قدیم ایچ ایم سعید) میں ہے:۔

"ضرورت کے وقت روایتِ غیر مفتی بہا پر اور مذہبِ غیر پر عمل کرنا درست ہے، اگرچہ اولیٰ نہیں خصوصاً اضطراری و عمومِ بلویٰ میں"

<u>لھٰذا اگر کوشش کے باوجود ترتیب قائم رکھنا ممکن نہ ہو یا ترتیب کے باقی رہنے یا نہ رہنے میں شک ہو جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے تو ضرورت شدیدہ اور مجبوری کے وقت حجاج کرام کو ضرر و حرج سے بچانے کے خاطر قولِ صاحبین رحمہما اللہ کے مطابق فتویٰ دینے اور عمل کر لینے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے، خصوصا جبکہ صاحبین رحمہما اللہ، ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ اور جمہور کا مذہب احادیث مرفوعہ کے ظاہر کے ساتھ زیادہ موافقت رکھتا ہے۔</u>

في الشامية :95/4

" مطلب يعذر بالعمل بمذهب الغير عند الضرورة قوله وأطلق الشافعي أخذ خلاف الجنس أي من النقود أوالعروض لأن النقود يجوز أخذها عندنا على ما قررناه آنفا قال القهستاني وفيه إيماء إلى أن له أن يأخذ من خلاف جنسه عند المجانسة في المالية وهذا أوسع فيجوز الأخذ به وإن لم يكن مذهبنا فإن الإنسان يعذر في العمل به عند الضرورة كما في الزاهدي اه قلت وهذا ما قالوا إنه لا مستند له لكن رأيت في شرح نظم الكنز للمقدسي من كتاب الحجر قال ونقل جد والدي لأمه الجمال الأشقر في شرحه للقدوري أن عدم جوازالأخذ من خلاف الجنس كان في زمانهم لمطاوعتهم في الحقوق والفتوى اليوم على جواز الأخذ عند القدرة من أي كان لا سيما في ديارنا لمداومتهم للعقوق:عفاء على هذا الزمان فإنه:زمان عقوق لا زمان حقوق.
وكل رفيق مرافق: وكل صديق صدوق ،،

(۳) صورت مسئولہ میں اگر بینک خریدتے وقت ہی ہر ہر حاجی کے واسطے الگ الگ طور پر جانور خریدتا ہو یا پہلے تو مشترکہ طور پر جانور خرید لیتا ہو لیکن بعد میں کسی بھی وقت ہر ہر مؤکل (حاجی) کا جانور الگ الگ طور پر متعین کر لیتا ہے مثلاً حجاج کرام کے اسماء گرامی کی فہرست میں درج نمبر شمار یا پاسپورٹ نمبر وغیرہ کے مطابق ہر جانور پر نمبر لگا دیتا ہے یا پہلے سے تو نمبر نہیں لگاتا لیکن اپنے عملہ میں سے کچھ لوگوں کو اسی نمبر کے مطابق ایک ایک جانور قصابوں کو دینے کا پابند کر دیتا ہے پھر یہ لوگ نمبروار قصابوں کو جانور دیتے جاتے ہیں اور ذبح کراتے ہیں تو اس سے بھی ہر حاجی کی قربانی کی تعیین ہو جائیگی اور جس قسم کی ھدی کے لئے مؤکل (حاجی) نے اس کو وکیل بنایا تھا اسی قسم کی ھدی کے لئے جانور متعین ہو جائیگا پھر اس طرح متعین ہو جانے کے بعد اب اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ ذبح کرنے والے قصائی کو اس بات کا علم ہو کہ یہ ھدی کسکی ہے یا کس قسم کی ہے بلکہ

اس علم کے بغیر بھی جب قصائی ھدی ذبح کریگا تو جسکی ھدی ذبح ہوگئی اسکی قربانی ادا ہو جائیگی اور جس قسم کی تھی وہی ادا ہوئی کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی جانور قربانی یا ھدی کے واسطے متعین ہو جائے تو اس صورت میں قربانی یا ھدی ادا ہونے کے لئے وقت ادا میں اسے ذبح کر دینا کافی ہے بوقتِ ذبح الگ سے اسکی تعیین ضروری نہیں لھٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر مذکورہ بالا طریقوں سے ہر مؤکل کے واسطے ھدی متعین کر کے بینک نے قصابوں سے ذبح کرادیا تو شرعاً مؤکل کی قربانی ادا ہو جائیگی اور جس قسم کی ھدی کے لئے جانور متعین تھا وہی ادا ہوگی خواہ مأمور بالذبح قصابوں کو اسکا علم ہو یا نہ ہو کہ یہ قربانی کس کی ہے یا ھدی کی کونسی قسم ہے۔

فی شرح المجلة للأتاسی:470/4

"لو وكل شخصان كل منهما على حدة واحدا بأن يشتري شيئا فلأيهما قصد الوكيل واراد عند اشتراء ذالك الشيئ يكون له"

وفی غنية الناسك(فی شرائط اجزاء الذبح):ص359

"الثانی أن يكون بنية الهدي ليتميز عن الأضحية بل يشترط أن يكون بنية القران أو غيره لأن للهدى جهات من المتعة والقران والاحصار وغير ذالك ,فلا يتعين الا بنية التعيين فلا يجزئ بدونها, والاعتبار للنية لا للتسمية والمعتبر نية الآمر والشرط مقارنة النية لفعل الذبح ولو حكما فلو تأخرت عنه لم يجزه وتكفى النية عند الشراء وان لم تحضره عند الذبح ففی البزازية لو ذبح المشتراة لها بلا نية الاضحية جازت اكتفاء بالنية عند الشراء"

وايضا فيها:ص363

"وإذا غلط رجلان فذبح كل هدي صاحبه عن نفسه أجزأ عن صاحبه استحسانا ولا ضمان عليهما لأنها تعينت للذبح لتعينها للهدى فصار المالك مستعينا بكل من يكون أهلا للذبح آذنا له فيأخذ كل واحد منهما مسلوخة من صاحبه ولا يضمنه فإن كانا قد أكلا ثم علما فليحلل كل منهما صاحبه فان تشاحا عن التحلل ضمن كل لصاحبه قيمة لحمه وتصدق بها.وعن أبي يوسف:كل منهما بالخيار بين أن يأخذ من صاحبه مسلوخة،وبين أن يضمنه فيشتري بالقيمة هديا آخر يذبحه في أيام النحر وإن كان بعدها تصدق بالقيمة،كذا فی الفتح ولو تعمد فذبح هدى غيره عن نفسه بلا اذنه فان اخذها مذبوحة ولم يضمنه أجزأته عن الهدى لانه نواها للهدى فلا يضر ذبحها غيره وان ضمن قيمته حية لا تجزأه وتجوز عن الذابح لانه ظهر ان الاراقة حصلت على ملكه كما قدمناه فی مسئلة الشاة وان ذبحه عن مالكه بغير اذنه صريحا فلا ضمان ويجزئ عن مالكه استحساناً لوجود الاذن دلالة اكتفاءً بالنية عند الشراء فتعينت للهدى كما قدمناه وهذا يرشد الى أنه لو كانت غير معينة لا تجزئ وضمن ففي الخانية: اشترى خمس شياه في أيام الأضحية وأراد أن يضحي بواحدة منها إلا أنه لم يعينها فذبح رجل واحدة منها يوم الأضحى بنية صاحبها بلا أمره ضمن اه."

وقال العلامة إبن عابدين رحمه الله فی حاشيته:(330/6)

"قوله أما إذا ذبحها إلخ قال في الشرنبلالية عن منية المفتي :وإذا ذبح أضحية الغير ناويا مالكها بغير أمره جاز ولا ضمان عليه اه وهذا استحسان لوجود الإذن دلالة كما في البدائع. قال في التاترخانية :أطلق المسألة في الأصل وقيدها في الأجناس بما إذا أضجعها صاحبها للأضحية وفي الغيائية والأول هو المختار اه أي للاكتفاء بالنية عند الشراء، فتعينت لها كما قدمناه قبل صفحة واستفيد منه أنه لو كانت غير معينة لا تجزى وضمن. قال في الخانية اشترى خمس شياه في أيام الأضحية وأراد أن يضحي بواحدة منها إلا أنه لم يعينها فذبح رجل واحدة منها يوم الأضحى بنية صاحبها بلا أمره ضمن اه."

وقال العلامة الحموی:

"قيل ينبغی أن يقال:قد تكفی النية عند الشراء عن النية وقت الذبح (إلی قوله)وما نقله عن الذخيرة إنما يدل على عدم إشتراطها عند الذبح لا على إشتراطها عند الشراء".

(۴) سوال میں درج تفصیل کے مطابق بینک بہت سارے بکرے بکریاں اپنے مؤکلین کی نیت سے بنیتِ ھدی اکھٹے خرید کر ان خرید شدہ بکرے بکریوں کو اپنے تمام مؤکلین کی طرف سے بنیتِ ھدی اکھٹے ذبح کرادیتا ہے، ہر ہر مؤکل یا حاجی کے واسطے ھدی کو الگ الگ طور پر متعین نہیں کرتا ہے تو اس صورت میں قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ کسی کی بھی ھدی ادا نہ ہو کیونکہ اس صورت میں تمام جانور تمام مؤکلین میں مشترک ہونگے جسکا مطلب یہ ہوا کہ اگر بینک مثلاً پانچ لاکھ حاجیوں کا وکیل بن کرانکے لئے پانچ لاکھ بکرے یا دنبے اکھٹے خریدتا ہے تو ہر ایک بکرے میں پانچ لاکھ قربانی کرنے والے شریک ہوگئے جبکہ قربانی میں ایک بکرا یا بکری یا ایک دنبہ یا دنبی ایک ہی فرد کی طرف سے ہو سکتی ہے ایک سے زائد آدمی کی طرف سے قربانی جائز نہیں اس لئے قیاس کا تقاضا یہی ہے کہ اس طرح مشترکہ طور پر جانور ذبح کرا دینے سے کسی کی بھی ھدی یا قربانی ادا نہ ہو اور بینک اپنے مؤکلین کی

دار الافتاء

طرف سے عائد کردہ ذمہ داری سے سبکدوش نہ ہو، اسی لئے بہت سے فقہاء کرام نے اس صورت کو ناجائز لکھا ہے۔ لیکن صاحب بدائع ملک العلماء علامہ کاسانیؒ نے اس بات کی صراحت فرمائی کہ اس صورت میں مؤکلین کی قربانی استحساناً ادا ہو جائیگی۔ خاتمۃ المحققین علامہ شامیؒ نے بھی اسی بات کی تائید فرمائی۔

لھذا ہماری مبحوث عنہا صورت میں بھی استحساناً ھدی یا قربانی ادا ہو جائیگی اور بینک اپنے مؤکلین کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داری سے سبکدوش بھی ہو جائیگا۔

امداد الاحکام جلد ۴ صفحہ نمبر ۲۷۳ پر مذکور ایک مسئلہ سے بھی مبحوث عنہا صورت میں استحساناً ھدی ادا ہو جانے کی تائید ہوتی ہے، امداد الاحکام میں بیان کردہ سوال وجواب من وعن نقل کیا جاتا ہے:

''السوال: اگر چودہ آدمی دو گایوں میں شریک ہو کر قربانی کریں کہ ہر ایک کا حصہ کسی خاص گائے میں متعین نہ کیا جائے اور یہ نہ کہا جائے کہ یہ گائے سات شخصوں کی ہے اور دوسری گائے دوسرے سات شخصوں کی ہے بلکہ یوں کہا جائے کہ یہ دونوں گائیں مشترک طور پر چودہ شخصوں کی طرف سے ہیں تو اس طرح قربانی درست ہوگی یا نہیں۔ امر حضرۃ الشیخ دام مجدہ وعلاہ بتحقیقہ۔

الجواب

یہ صورت قیاساً تو جائز نہیں ہے، ہاں استحساناً جائز ہے۔ ولو اشترك سبعة في سبع شياه لا يجزيهم قياساً لأن كل شاة بينهم على سبعة أسهم وفي الاستحسان يجزيهم وكذلك اثنان في شاتين اه (ج5_ص308) واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ ظفر احمد عفا اللہ عنہ

5/ذی الحجۃ سن 1347ھ

في بدائع الصنائع ج: 5 ص: 71

"ولو اشترك سبعة في خمس بقرات أو في أكثر فذبحوها أجزأهم لأن لكل واحد منهم في كل بقرة سبعها ولو ضحوا ببقرة واحدة أجزأهم فالأكثر أولى ولو اشترك ثمانية في سبع بقرات لم يجزهم لأن كل بقرة بينهم على ثمانية أسهم فيكون لكل واحد منهم أنقص من السبع وكذلك إذا كانوا عشرة أو أكثر فهو على هذا ولو اشترك ثمانية في ثمانية من البقر فضحوا بها لم تجزهم لأن كل بقرة تكون بينهم على ثمانية أسهم وكذلك إذا كان البقر أكثر لم يجزهم ولا رواية في هذه الفصول وإنما قيل أنه لا يجوز بالقياس ولو اشترك سبعة في سبع شياه بينهم فضحوا بها القياس أن لا تجزئهم لأن كل شاة تكون بينهم على سبعة أسهم وفي الاستحسان يجزيهم وكذلك لو اشترى اثنان شاتين للتضحية فضحيا بهما بخلاف عبدين بين اثنين عليهما كفارتان فأعتقاهما عن كفارتيهما أنه لا يجوز لأن الأنصباء تجتمع في الشاتين ولا تجتمع في الرقيق بدليل أنه يجبر على القسمة في الشاة ولا يجبر في الرقيق ألا ترى أنها لا تقسم قسمة جمع في قول أبي حنيفة رضي الله عنه وعلى هذا ينبغي أن يكون في الأول قياس واستحسان والمذكور جواب القياس"

وفي حاشية ابن عابدين ج: 6 ص: 316

"ولو اشترك سبعة في خمس بقرات أو أكثر صح لأن لكل منهم في بقرة سبعها لا ثمانية في سبع بقرات أو أكثر لأن كل بقرة على ثمانية أسهم فلكل منهم أقل من السبع ولا رواية في هذه الفصول ولو اشترك سبعة في سبع شياه لا يجزيهم قياسا لأن كل شاة بينهم على سبعة أسهم وفي الاستحسان يجزيهم وكذا اثنان في شاتين وعليه فينبغي أن يكون في الأول قياس واستحسان والمذكور فيه جواب القياس بدائع"

وفي المبسوط للسرخسي ج: 12 ص: 18

"والأذن دلالة كالأذن إفصاحا كما في شرب ماء في السقاية ونظائرها وقال الشافعي رحمه الله تعالى يجزيه من الأضحية ولكن الذابح ضامن لقيمتها وهذا بعيد فالجواز لا يكون إلا بعد وجود الأذن دلالة ولو وجد الأذن إفصاحا لم يضمن فكذلك إذا وجد الأذن دلالة وعلى هذا لو أن رجلين غلطا فذبح كل واحد منهما أضحية صاحبه على نفسه أجزأ كل واحد منهما استحسانا ويأخذ كل واحد منهما مسلوخه من صاحبه فإن كانا قد أكلا ثم علما فليحلل كل واحد منهما صاحبه ويجزيهما لأنه لو أطعم كل واحد منهما صاحبه لحم أضحيته جاز ذلك غنيا كان أو فقيرا وقال أبو يوسف رحمه الله تعالى إن تشاحا فلكل واحد منهما تضمين صاحبه قيمة لحمه ثم يتصدق بتلك القيمة كما لو باع لحم أضحيته فعليه أن يتصدق بالثمن"

الفتاوى الهندية 5/ 300

روى بشر بن الوليد عن أبي يوسف رحمه الله تعالى رجل له تسعة من العيال وهو العاشر فضحى بعشر من الغنم عن نفسه وعن عياله ولا ينوي شاة بعينها لكن ينوي العشرة عنهم وعنه جاز في الاستحسان وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى كذا في المحيط

وفي بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع - (ج ٥ / ص ٦٧)

"وليس للوكيل أن يضحي ما وكل بشرائه بغير أمر موكله؛ ذكره أبو يوسف رحمه الله في الإملاء فإن ضحى جاز استحسانا؛ لأنه أعانه على ذلك فوجد الإذن منه دلالة إلا أن يختار أن يضمنه فلا يجزي عنه، وعلى هذا إذا غلط رجلان فذبح كل واحد منهما أضحية صاحبه عن نفسه أنه يجزي كل واحد منهما أضحيته عنه استحسانا ويأخذها من الذابح لما بينا أن كل واحد منهما يكون راضيا بفعل صاحبه فيكون مأذونا فيه دلالة فيقع الذبح عنه ونية صاحبه تقع لغوا حتى لو تشاحا وأراد كل واحد منهما الضمان تقع الأضحية له وجازت عنه ؛ لأنه ملكه بالضمان على ما نذكره في الشاة المغصوبة إن شاء الله تعالى .وذكر هشام عن أبي يوسف رحمهما الله في نوادره في رجلين اشتريا أضحيتين فذبح كل منهما أضحية صاحبه غلطا عن نفسه وأكلها قال: يجزي كل واحد منهما في قول أبي حنيفة رحمه الله وقولنا، ويحلل كل واحد منهما صاحبه، فإن تشاحا ضمن كل واحد منهما لصاحبه قيمة شاته، فإن كان قد انقضت أيام النحر يتصدق بتلك القيمة، أما جواز إحلالهما فلأنه يجوز لكل واحد منهما أن يطعمها لصاحبه ابتداء قبل الأكل، فيجوز أن يحلله بعد الأكل، وله أن يضمنه ؛ لأن من أتلف لحم الأضحية يضمن ويتصدق بالقيمة؛ لأن القيمة بدل عن اللحم فصار كما لو باعه."

وقال العلامة إبن عابدين رحمه الله:

"قوله أما إذا ذبحها إلخ قال في الشرنبلالية عن منية المفتي :وإذا ذبح أضحية الغير ناويا مالكها بغير أمره جاز ولا ضمان عليه اه وهذا استحسان لوجود الإذن دلالة كما في البدائع. قال في التاترخانية :أطلق المسألة في الأصل وقيدها في الأجناس بما إذا أضجعها صاحبها للأضحية وفي الغياثية والأول هو المختار اه أي للاكتفاء بالنية عند الشراء؛ فتعينت لها كما قدمناه قبل صفحة واستفيد منه أنه لو كانت غير معينة لا تجزى وضمن. قال في الخانية اشترى خمس شياه في أيام الأضحية وأراد أن يضحي بواحدة منها إلا أنه لم يعينها فذبح رجل واحدة منها يوم الأضحى بنية صاحبها بلا أمره ضمن اه."

وفي الفتاوى الهندية - (ج ٥ / ص 196)

" عشرة نفر اشتروا من رجل عشر شياه جملة فقال البائع : بعت هذه العشرة لكم كل شاة بعشرة دراهم , فقالوا : اشترينا, فصارت العشرة مشتركة بينهم, وأخذ كل واحد منهم شاة وضحى عن نفسه جاز , فإن ظهر منها شاة عوراء فأنكر كل واحد من الشركاء أن تكون العوراء له لا تجوز تضحيتهم ; لأن تسع شياه عن عشرة نفر لا تجوز هكذا في فتاوى قاضي خان."

(۵) حجاج کرام کی طرف سے یا حجاج کرام کی نمائندہ حکومت کی طرف سے سعودی حکومت کو یا اسکے قائم کردہ بینک/ادارہ کو قربانی کا وکیل بنانے سے پہلے ہی اگر بینک/ادارہ جانور خرید کر رکھ لیتا ہے اور بعد میں حجاج کرام کی قربانیاں اپنے ذمہ لیتا ہے تو چونکہ خرید شدہ تمام جانور بینک کی اپنی ملکیت ہیں اور حجاج کرام کی طرف سے بینک وکیل بالشراء ہے اس لئے بینک اصولاً اپنے مؤکلین کی طرف سے اپنے مملوک جانور قربانی نہیں کر سکتا ہے (خواہ جانور متعین ہو یا نہ ہو بہر صورت بینک کے واسطے اپنے مملوک جانور اپنے مؤکلین کی طرف سے قربانی کرنا درست نہیں) کیونکہ وکیل کی مملوک بکری یا دنبہ مؤکل کو مالک بنانے کی کوئی صورت یہاں نہیں پائی گئی نیز وکیل بالشراء اپنی چیز مؤکل کو بیچ بھی نہیں سکتا۔

لیکن یہاں معاملہ بظاہر ایسا نہیں ؛ کیونکہ مختلف باخبر لوگوں سے معلوم ہوا کہ شروع میں جانوروں کی خریداری کا معاملہ نہیں ہوتا ہے، صرف بکنگ اور وعدہ بیع کی حد تک مختلف فرموں سے معاہدہ ہوتا ہے ،اسکے بعد جب مختلف ممالک کے حجاج کرام کی تعداد کا فیصلہ ہونے کے بعد قربانی کی تعداد معلوم ہو جاتی ہے تو ان فرموں سے مقررہ تعداد میں جانوروں کی باقاعدہ خریداری کا معاملہ ہوتا ہے ،گویا کہ یہاں حجاج کرام کی اپنی اپنی حکومت پہلے سعودی حکومت کو اپنے حجاج کرام کی تعداد فراہم کرکے اسے اتنی تعداد قربانی کا وکیل بناتی ہے اسکے بعد سعودی حکومت خریداری کرتی ہے ،اگر معاملہ ایسا ہی ہو تو اس میں کسی اشکال کی بات نہیں بلکہ اس صورت میں سعودی حکومت مذکور جانوروں سے اپنے مؤکلین حجاج کرام کی قربانیاں ادا کر سکتی ہے ۔

لیکن اگر کسی مجبوری کی وجہ سے سعودی حکومت یا اسکا نمائندہ بینک پہلے سے جانور خرید لے اور ان جانوروں کو حجاج کرام کی طرف سے قربانی کرنے پر مجبور ہو تو شرعاً یہ صورت بھی اختیار کی جاسکتی ہے کہ حجاج کرام کی نمائندہ حکومت اولاً سعودی حکومت سے یا سعودی حکومت کی طرف سے مقرر کردہ قربانی کے ذمہ دار ادارے سے مطلوبہ تعداد میں متعین جانور (جو پہلے سے سعودی حکومت یا قربانی کے ذمے دار ادارے کی ملکیت میں ہیں) خرید لے پھر سعودی حکومت کو یا اسکے مقررہ بینک/ادارہ کو

وقتِ مقررہ پر ان جانوروں کو ذبح کر دینے یا کرادینے کا وکیل بنادے، اب جب بینک وقتِ مقررہ پر متعین شدہ سارے جانوروں کو ذبح کردیگا یا کراویگا تو شرعاً مؤکلین کی قربانیاں ادا ہو جائیں گی جس قسم کی ھدی کے لئے جانور متعین تھا وہی ادا ہو گی خواہ مأمور بالذبح قصابوں کو اس کا علم ہو یا نہ ہو کہ یہ کس کی ھدی ہے اور کس قسم کی ہے۔

فی حاشية ابن عابدين ج: 5 ص: 521.

"قوله إلا من نفسه وفي السراج لو أمره بالبيع من هؤلاء فإنه يجوز إجماعا إلا أن يبيعه من نفسه أو ولده الصغير أو عبده ولا دين عليه فلا يجوز قطعا وإن صرح به الموكل ا هـ منح الوكيل بالبيع لا يملك شراءه لنفسه لأن الواحد لا يكون مشتريا وبائعا"

وفی فتح القدير - (ج 7 / ص 97)

"والمراد بعدم جواز البيع والشراء مع هؤلاء عند أبي حنيفة عدم جواز ذلك عنده في مطلق الوكالة.وأما إذا قيد الوكالة بعموم المشيئة بأن قال بع ممن شئت فيجوز بيعه وشراؤه مع هؤلاء بلا خلاف، بخلاف البيع من نفسه أو من ابن صغير له حيث لا يجوز وإن قال ذلك، كذا صرح به في المبسوط ، ونقل عنه في النهاية ومعراج الدراية.الخ"

وفی بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع - (ج 6 / ص 31)

"الوكيل بالشراء لا يملك الشراء من نفسه؛ لأن الحقوق في باب الشراء ترجع إلى الوكيل، فيؤدي إلى الإحالة: وهو أن يكون الشخص الواحد في زمان واحد مسلما ومتسلما مطالبا ومطالبا؛ ولأنه متهم في الشراء من نفسه. ولو أمره الموكل بذلك لا يصح، لما ذكرنا وكذلك لو اشترى من ولده الصغير؛ لأن ذلك شراء من نفسه.وكذلك لو اشترى من عبده الذي لا دين عليه، أو مكاتبه.وكذا الوكيل بالشراء لا يملك الشراء من أبيه، وجده ، وولده، وولد ولده ، وزوجته ، وكل من لا تقبل شهادته له عند أبي حنيفة.وعندهما يجوز إذا اشترى بمثل القيمة، أو بأقل، أو بزيادة يتغابن في مثلها.وأجمعوا على أنه لا يملك الشراء من عبده الذي لا دين عليه،ومكاتبه، وقد مرت المسألة بحججها من قبل."

وفی البحر الرائق ج: 7 ص: 167

"قال في البزازية الوكيل بالبيع لا يملك شراءه لنفسه لأن الواحد لا يكون مشتريا وبائعا فيبيعه من غيره ثم يشتريه منه وإن أمره الموكل أن يبيعه من نفسه أو أولاده الصغار أو ممن لا تقبل شهادته فباع منهم جاز ا هـ وفي السراج الوهاج لو أمره بالبيع من هؤلاء فإنه يجوز اجماعا إلا أن يبيعه من نفسه أو ولده الصغير أو عبده ولا دين عليه فلا يجوز قطعا وإن صرح له الموكل ا هـ"

وقال فی الهندية:123/5.

"(الباب السابع في التضحية عن الغير , وفي التضحية بشاة الغير عن نفسه) ذكر في فتاوى أبي الليث – رحمه الله تعالى – إذا ضحى بشاة نفسه عن غيره بأمر ذلك الغير أو بغير أمره لا تجوز؛ لأنه لا يمكن تجويز التضحية عن الغير إلا بإثبات الملك لذلك الغير في الشاة , ولن يثبت الملك له في الشاة إلا بالقبض , ولم يوجد قبض الآمر هاهنا لا بنفسه ولا بنائبه, كذا في الذخيرة ."

وفی البحر الرائق 6/ 127

وهذا كله في تصرف المشتري في المبيع قبل قبضه فإن تصرف فيه البائع قبل قبضه فهو على وجهين إما أن يكون بأمر المشتري أو بغير أمره فإن كان الأول ذكر في الخانية رجل اشترى عبدا ولم يقبضه فأمره أن يهبه من فلان ففعل البائع ذلك ودفعه إلى الموهوب له جازت الهبة وصار المشتري قابضا وكذا لو أمر البائع أن يؤاجره فلانا معينا أوغير معين ففعل جاز وصار المستأجر قابضا للمشتري أولا ثم يصير قابضا لنفسه والأجر الذي يأخذه البائع من المستأجر يحسبه من الثمن إن كانه من جنسه وكذا لو أعار العبد البائع من رجل قبل التسليم إلى المشتري أو وهب أو رهن فأجاز المشتري ذلك جاز ويصير قابضا اه

وفی حاشية ابن عابدين 5/ 149 مطلب في تصرف البائع في المبيع قبل القبض۔

تتمة جميع ما مر انما هو من تصرف المشتري في المبيع قبل قبضه، فلو تصرف فيه البائع قبل قبضه فإما بأمر المشتري أو لا فلو بأمره كأن أمره أن يهبه من فلان أو يؤجره ففعل وسلم صح وصار المشتري قابضا وكذا لو أعار البائع أو وهب أو رهن فأجاز المشتري

وفی البحر الرائق 5/ 332

وإذا أمر المشتري البائع بطحن الحنطة فطحن صار قابضا والدقيق للمشتري كذا في الخانية

فی فتح القدير 6/ 512

ثم قال محمد كل تصرف لا يتم إلا بالقبض كالهبة والصدقه والرهن والقرض فهو جائز في المبيع قبل القبض اذا سلطه على قبضه فقبضه ووجهة أن تمام هذا العقد لايكون إلا بالقبض والمانع زائل عند ذلك بخلاف البيع والإجاره فأنه يلزم بنفسه وفاسه بهبة الدين لغير من عليه الدين فانها تجوز اذا سلطه على قبضه أذ لا مانع فإنه يكون نائبا عنه ثم يصير قابضا لنفسه كما لو قال أطعم عن كمارتي جاز ويكون الفقير نائبا عنه في القبض ثم قابضا لنفسه

وفى الفتاوى الهندية 3/ 13

ولو وهبه أو تصدق به أو أقرضه أو رهنه من غير بائعه لم يجز عند أبي يوسف ويجوز عند محمد وهو الأصح كذا في محيط السرخسي (الي قوله) قال محمد كل تصرف يجوز من غير قبض إذا فعله المشتري قبل القبض لا يجوز وكل ما لا يجوز إلا بالقبض كالهبة ونحوها إذا فعله المشتري قبل القبض جاز كذا في الظهيرية ـ

(۶) چونکہ حنفی حجاجِ کرام کی قربانی ادا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ۱۲ ذوالحجہ کے غروبِ آفتاب سے پہلے پہلے انکی قربانی ادا کی جائے اس لئے حنفی حجاج کرام کے لئے انکی حکومت سعودی عرب میں قربانی کی نمائندگی دیتے وقت یہ شرط لگالے کہ ہمارے حجاج کرام کی قربانی ۱۲ ذوالحجہ کے غروبِ آفتاب سے پہلے کرنی ہوگی، اس صورت میں سعودی عرب میں نمائندہ بینک/ادارہ پر بھی لازم ہوگا کہ ان حضرات کی قربانیاں ۱۲ ذوالحجہ کے غروب آفتاب سے پہلے پہلے ادا کرے۔

(۷) حج افراد کرنے والے کے لئے بھی حج کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے، اس لئے حج افراد کرنے والے سے بھی انکی مرضی اور دلی خوشی سے قربانی کی رقم لیکر انکے واسطے قربانی کروانا جائز ہے اور درست ہے۔ تاہم چونکہ حج افراد والے پر قربانی واجب نہیں اس لئے انکی مرضی اور دلی خوشی کے بغیر قربانی کی رقم ان سے کاٹ لینا درست نہیں، اس لئے صورتِ مسئولہ میں حج افراد کرنے والے پر قربانی کی رقم جمع کرانا یا نہ کرانا اختیاری ہونا چاہیئے، بلاوجہ انکی مرضی کے خلاف ان پر قربانی کی رقم لازم نہ کی جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

احقر شاہ محمد تفضل علی

دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

۱۹ ذی قعدہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۶ ستمبر ۲۰۱۳ء

اگر سعودی حکومت یا پاکستانی حکومت کے قواعد و ضوابط کے مطابق خود قربانی کرنا ممکن نہ ہو تو اپنی طرف سے احتیاطاً تاخیر کرنے بعد ذی الحجہ اس فتوی کے مطابق صاحبین اور ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے مذہب پر عمل کرنے کی گنجائش ہے واللہ تعالیٰ اعلم

عبدہ محمود اشرف عفا اللہ عنہ
۲۱/۱۱/۱۴۳۴ھ
۲۸/۹/۲۰۱۳

الجواب صحیح
محمد تقی عثمانی عفی عنہ

الجواب صحیح
محمد عبداللہ
۲۲-۱۱-۱۴۳۴ھ

بندہ کی بھی یہی رائے ہے جو حضرت مولانا مفتی محمود اشرف صاحب اور فاضل مضمون نگار مولانا شاہ تفضل علی صاحب نے تجویز فرمائی ہے۔ واللہ اعلم
بندہ عبد المنان
جزاہم اللہ خیر الجزاء
۲۲/۱۱

الجواب صحیح
بندہ عبد الرؤف
۲۳/۱۱/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
محمد یعقوب عفی عنہ
۲۴/۱۱/۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح
۲۲/۱۱/۱۴۳۴ھ

دار الافتاء
فتوی نمبر ۳۰/۱۵۷۴